سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان لاہور نمبر ۱۵۰

ترجمان القرآن

جناب عبداللہ ابن عباس

تحریر

سرکار سید العلما مولانا سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ مجتہد العصر

قیمت ۱۳ پیسہ

امامیہ مشن پاکستان لاہور

کے سلسلہ اشاعت کا ایک سو پچاسواں انمول تحفہ "ترجمان القرآن جناب عبداللہ ابن عباس"
آپ کے زیر نظر ہے جسے ہم شکریہ پیام اسلام لکھنؤ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔
سرکار سید العلماء مدظلہ العالی کی ذات گرامی علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی
تحریری و تقریری خوبیوں سے ملت اسلامیہ کا ہر فرد بخوبی واقف اور ثناخواں ہے
خدا کا شکر ہے کہ ہمیں سرکار ممدوح کی علمی سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔ آپ
کا زیر نظر مضمون جناب عبداللہ ابن عباس کے مختصر مگر جامع تعارف پر مبنی ہے
انشاء اللہ تعالیٰ آپ پڑھ کر مستفید و محظوظ ہوں گے۔

افراد ملت کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ علوم سرکار محمد و آل محمد
علیہم السلام کی نشر و اشاعت کے لئے امامیہ مشن پاکستان کے ساتھ تعاون
فرمائیں۔ اس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ آپ نہ صرف خود ممبر بنیں بلکہ
اپنے حلقہ اثر میں توسیع رکنیت کی کوشش فرما کر عنداللہ و عندالرسول ماجور و مثاب
ہوں۔ شکریہ

والسلام

آنریری جنرل سیکرٹری

مارچ ۱۹۶۳ء

تعداد پانچ ہزار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب عبداللہ ابن عباس

اصحاب امیر المومنینؑ میں ان کی شخصیت گوناگوں حیثیتوں سے بہت اہم ہے اور جناب امیر المومنینؑ سے آپ کے اخلاص و محبت کے احادیث کو در اپنی حیثیت سے بہت اہمیت حاصل ہے اس لئے کہ جتنے گہرے حجابات کے باوجود حقیقت نمایاں ہو جائے اتنے ہی اس کے پُرقوت ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔

ایک طرف بنی امیہ اور ان کے ہوا خواہوں کی یہ پالیسی کہ اہل بیت رسولؐ کے خلاف جو بات بھی لکھنا ہو وہ ان کے کسی عزیز کی طرف نسبت دے کر کہی جائے اس لئے جناب عباس کی زبانی اس قسم کی باتیں تصنیف کی گئیں جو امیر المومنینؑ کی حقانیت کے خلاف بطور سند پیش کی جا سکیں اور اسی پر جناب عبداللہ ابن عباس کی طرف اس قسم کے حکایات منسوب کئے گئے جو اس بات کا پتہ دیں کہ انہیں جناب امیر کے طرز عمل سے اتفاق نہ تھا۔

یہ کام ڈیڑھ دو سو برس تک بنی امیہ کے زیر پرستی ہوتا رہا اور اس کے بعد برسر اقتدار ان ہی جناب عبداللہ بن عباس کی طرف نسبی حیثیت سے نسبت رکھنے والے بنی عباس برسر اقتدار آئے۔ جنہوں نے اگرچہ سلطنت آل محمدؐ کے نام پر اور ان کے ساتھ خلق خدا کی ہمدردی کی بدولت

حاصل کی تھی مگر بعد میں انہیں بھی اپنے اقتدار ملکی کے تحفظ کے لئے ضرورت اس کی محسوس ہوئی کہ آل رسولؐ کو نظر انداز کیا جائے اور وہ اپنے کو زیادہ حقدار وراثت رسولؐ ثابت کریں۔ اس لئے ان کا نصب العین حتی الامکان یہ تھا کہ بنی عباس کی فوقیت ثابت ہو اور لوگ علیؑ و اولاد علیؑ کو بھول جائیں۔ اس عناد کی حد متوکل کے دور میں تو اس منزل پہ پہونچی کہ بھرے ہوئے دربار میں حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کی نقل بنائی جاتی تھی اور بادشاہ وارکان سلطنت قہقہے لگاتے تھے۔

اس صورت میں عباسی سلطنت کی پالیسی کا کہاں تقاضہ تھا کہ جناب عبداللہ ابن عباس اس اخلاص وارادت کے روایات جو انہیں حضرت امیرالمومنینؑ سے تھا یا آپ سے ان کے کسب فیوض کے اعترافات منظر عام پر آسکیں مگر اس سب کے بعد یہ حقانیت کی طاقت سمجھنا چاہیئے کہ جناب عبداللہ ابن عباس کی حضرت علیؑ کے ساتھ انتہائی وابستگی اور علمی و عملی طور پر آپ کے زیر سایہ تربیت پانا تاریخ اور رجال و سیر کی ایسی ناقابل انکار حقیقت ہے جس کے شواہد کسی شاذ و نادر کتاب میں نہیں بلکہ متداول علمی و تاریخی ماخذوں میں نمایاں نظر آئیں گے۔

ولادت

جناب عبداللہ ابن عباس ہجرت کے تین سال پہلے پیدا ہوئے اور اس لئے وفات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت آپ کی عمر تیرہ برس

کی ہوتی ہے۔ ایک روایت میں اس سے کم یعنے دس برس، اور ایک میں اس سے زیادہ یعنی پندرہ برس بھی وارد ہے مگر پہلا قول زیادہ تر صحیح ہے۔ عرب میں تیرہ برس کی عمر کا بچہ جوانی کی حد سے قریب ہوتا تھا اس لئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال کے متعلق ان کے جو روایات یا تاثرات ہوں انہیں بے وقعت نہیں سمجھا جا سکتا۔

استیعاب علامہ ابن عبد البر اور اصابہ حافظ ابن حجر وغیرہ میں یہ بھی وارد ہے کہ آپ کی ولادت کے بعد کم سنی ہی میں دو مرتبہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے علم و حکمت کے عطا ہونے کی دعا فرمائی جس کے الفاظ چاہے مختلف ہوں مگر مفہوم تقریباً ایک ہے۔ مثلاً کہیں یہ ہے:- اللھم علمہ الحکمۃ وتاویل القرآن

(اے پروردگار! اسے حکمت اور تاویل قرآن کا علم عطا فرما)

کہیں یہ ہے:- اللھم زدہ علما وفقھا

(اے پروردگار! اس کے علم و فقاہت میں اضافہ کرنا)

پیغمبر اسلام کی یہ حدیثیں خود باب مدینۃ العلم اور باب دار الحکمت سے ان کے ہمیشہ وابستہ رہنے کی ضمانت تھی۔ اس لئے کہ اصل علم و حکمت وہی ہے جو اصلی سرچشمہ علم و حکمت سے حاصل ہو۔

ابتدائی تاثرات

اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب سیاست

کی ہوا نے اکثریت کو دوسرے رُخ پر منتشر کر دیا تو جناب عبد اللہ ابن عباس باوجود کم عمری کے پختہ کاری کے ساتھ اسی حقیقت سے وابستہ رہے جو ان کی صحیح معرفت کا تقاضا ہو سکتی تھی۔

وفات رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قبل ہی سے جو ناگوار واقعات سامنے آ رہے تھے ان پر جناب عبد اللہ ابن عباس ایک ذہین صاحب نظر مکمل انسان کی طرح غور کر رہے تھے۔ اور اس سے شدید طور پر متاثر تھے۔ چنانچہ صحاح ستہ کی سب سے اہم کتاب "صحیح بخاری" (مطبوعہ کرزن پریس دہلی۔ نصف دوم ص ۸۴۸) کے باب "مایقول المریض قوموا عنی" میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ جب رسالت مآبؐ کے احتضار کا عالم تھا اور اس وقت گھر میں بہت سے لوگ تھے۔ جن میں جناب عمر بن الخطاب بھی تھے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ "آؤ میں تم کو ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے"۔

جناب حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اس وقت مرض کا غلبہ ہے۔ قرآن تمہارے پاس موجود ہے اور ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے"۔

گھر والوں میں اس وقت اختلاف ہوا۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ قلم و دوات دینا چاہیئے تاکہ رسالت مآب ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد گمراہی سے محفوظ ہو جائیں اور کچھ لوگ وہی کہتے تھے جو جناب حضرت عمرؓ نے کہا تھا۔

جب شور ہوا اور جھگڑا ہونے لگا تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ اس کے بعد بخاری میں ہے۔

فکان ابن عباس یقول ان الرزیتہ کل الرزیۃ لما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین ان یکتبہ لھم ذالک الکتاب من اختلافھم ولغطھم یعنے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مصیبت سب سے بڑی یہی تھی کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ تحریر لکھنے کا موقعہ نہ دیا گیا جو آپ لکھنا چاہتے تھے۔

یہ ایک معمولی بچہ کی بات نہیں بلکہ ایک پوری سیاست اسلام کا تجزیہ کر لینے والی نظر کا جائزہ ہے جس نے اصل سنگ بنیاد کو دریافت کر لیا جس پہ بعد کے صدیوں کی سیاست کی عمارت قائم ہوئی۔

پیغمبر خدا کے بعد آپ نے اپنے علمی استفادہ کا مرکز حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو قرار دیا اور باوجود اپنی کم عمری کے وہ امتیاز حاصل کیا کہ علامہ ابن عبد اللہ کے الفاظ استیعاب میں یہ ہیں :-

لقد کان عمر یعدہ للمعضلات

یعنی عبد اللہ ابن عباس کو حضرت عمرؓ علمی مشکلات کے حل کرنے کے لئے ذخیرہ رکھتے تھے۔ علامہ ابن حجر مکی مصنف صواعق محرقہ نے بھی منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں لکھا ہے کہ :-

تقدیم عمرؓ لابن عباس علی الکابئر
مشیخۃ المہاجرین والانصار لا کان
یجلہ عندہٗ من العلم ببرکۃ النبی
بان اللہ یفقھم فی الدین ویعلم التاویل
مالیس عندھم۔

(منہج بکیۃ مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ صفحہ ۲۲۷ و صفحہ ۲۲۸)

یعنے حضرت ابن عباسؓ کو اکابر شیوخ مہاجرین و انصار پر ترجیح دیتے تھے۔ اس لئے کہ ان کے پاس دعائے رسولؐ کی برکت سے وہ علم پاتے تھے جو کسی پاس نہ پاتے تھے۔

تبحر علمی

حضرت عمرؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ بھی ان کی بلند علمی کے معترف تھے۔ جناب عبداللہ ابن مسعود کا قول ہے:

نعم ترجمان القرآن ابن عباس لوادرک
ما ادرکنا ما عاشرہ منا رجل

(کیا کہنا ترجمان القرآن ابن عباس کا۔ اگر ہماری عمر کے ہوتے تو ہم میں سے کوئی ان سے بات نہ کر سکتا۔

طاؤس یمانی کا قول ہے کہ میں نے پانچ سو اصحاب رسول ایسے دیکھے

ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو ابن عباس اس کی غلطی پر متنبہ کرتے تھے اور اسے اقرار کرنا پڑتا تھا۔

مسروق کا قول ہے کہ جب میں عبداللہ ابن عباس کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا اجمل النّاس (سب سے زیادہ خوبصورت) اور جب بات کرتے تھے تو کہنا پڑتا تھا افصح الناس سب سے زیادہ فصیح اور جب حدیثیں بیان کرنے پر آتے تھے تو ماننا پڑتا تھا کہ اعلم النّاس سب سے زیادہ عالم۔

سیّد مرتضیٰ زبیدی نے شرح احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابوصالح کی روایت درج کی ہے کہ میں نے ابن عباس کی علمی صحبت کا ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جس پر اگر تمام قریش ناز کریں تو بجا ہے میں نے دیکھا کہ دروازے پر اتنے لوگ مختلف مسائل کی تحقیق کرنے والے جمع ہو گئے کہ راستہ بند ہو گیا۔ نہ ادھر کا کوئی آدمی ادھر جا سکتا اور نہ اُدھر کا اِدھر آ سکتا۔ میں اندر گیا اور میں نے ابن عباسؓ کو اطلاع دی کہ اتنے لوگوں کا مجمع ہے۔ انہوں نے وضو کیا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ کر کہا کہ:

باہر جاؤ اور کہو کہ جو لوگ الفاظ قرآن اور اس کے حروف کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہیں وہ اندر آئیں اور میں نے ان لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔

وہ لوگ آئے یہاں تک کہ تمام گھر بھر گیا۔ انہوں نے اپنے اپنے مسائل دریافت کئے اور ابن عباس نے جو کچھ انہوں نے پوچھا وہ بتایا اور کچھ اپنی طرف

سے اضافہ کر دیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ بس اب اپنے دوسرے بھائیوں کو موقع دو۔ وہ لوگ اٹھے اور باہر گئے۔ ابن عباس نے مجھ سے کہا کہ :۔

جاؤ اور کہو کہ جو لوگ تفسیر قرآن اور تاویل
کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہیں وہ اندر آئیں۔

روایت طولانی ہے جس میں اسی طرح مختلف علوم وفنون کے طلبہ کے جمع ہونے اور اپنے سوالات سے کچھ زیادہ ہی معلومات حاصل کرنے کا تذکرہ ہے۔

جناب ابن عباس کے اعترافات

باوجود اس مقبولیت اور مرجعیت کے جناب عبداللہ بن عباس اظہار حق اور اعتراف حق سے کبھی خاموش نہیں ہوئے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ باوجودیکہ خلیفۂ دوم آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے مگر مسئلہ خلافت پر آپ کی ان سے اکثر تلخ اور سخت گفتگوئیں ہوئی ہیں۔ جن کی تفصیل طول کے خیال سے ترک کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ آپ کا امیر المومنینؑ سے تفسیر سورہ حمد دریافت کرنا اور امیر المومنین کا رات بھر بیان فرمانا اور آخر میں یہ ارشاد کہ :۔

لوزادنی اللیل لزدناک
(اگر رات اور گنجائش دیتی تو میں اور
بیان کرتا)

اسی موقع پر جناب ابن عباس کا قول ہے کہ :۔

کنت ان نفسی فی جنب البحر المتبحر

(میں اپنے کو آپ کے پہلو میں ایسا پا رہا تھا جیسے فوارہ ایک بڑے سمندر کے پہلو میں)

مجاہدات

حضرت امیر المومنینؑ کو اپنے زمانہ خلافت میں جو جملؔ، صفینؔ و نہروانؔ میں جہاد کرنا پڑے ان میں بھی جناب عبداللہ ابن عباس پیش پیش نظر آتے ہیں۔ چنانچہ استیعاب میں ہے (برحاشیہ اصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۵) کہ :۔

شہد عبد اللہ ابن عباس مع علیؑ الجمل وصفین والنہروان۔

حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد اقتدار بنی امیہ کے زمانہ میں وہ حکومتِ وقت کے خلاف جہاد باللسان میں مشغول رہے۔ چنانچہ کمال الدین دمیری نے حیات الحیوان (مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ میں)

الصدور ابن سبع لبستی کے حوالہ سے جناب علی ابن عبداللہ ابن عباس کی روایت لکھی ہے کہ

"ایک مرتبہ اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں اس وقت جب کہ ان کی آنکھوں کی بصارت زائل ہو چکی تھی ہمارا گذر ایک جماعت کی طرف سے ہوا جو زمزم کے

کنارے بیٹھی ہوئی علی ابن ابی طالب کو برا کہہ رہی تھی جناب عبداللہ ابن عباس نے اپنے شاگرد سعید ابن جبیر سے جو آپ کا ہاتھ پکڑ کر چلاتے تھے کہا کہ ذرا مجھے ان کی طرف واپس کرو۔ سعید انہیں پلٹ کر اس مجمع کے پاس لائے۔

ابن عباس نے کہا ایکم الساب اللہ ورسولہ
(تم میں سے کون شخص خدا اور رسولؐ کو گالیاں دے رہا تھا ---؟)

ان لوگوں نے کہا سبحان اللہ ہم میں سے کوئی شخص نہیں جس نے خدا اور رسولؐ کو برا کہا ہو۔

ابن عباس نے کہا۔ ایکم الساب لعلیؑ؟۔
(تم میں سے حضرت علیؑ کو برا کہنے والا کون ہے۔؟)

ان لوگوں نے کہا کہ ہاں یہ تو یہاں ہو رہا تھا۔

ابن عباس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسالتمآب کو فرماتے سنا ہے۔ من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ اکبّہ اللہ علی منخرہ فی النار۔
(جو شخص علیؑ کو برا کہے اس نے مجھے برا کہا اور جس نے مجھے برا کہا اس نے خدا کو برا کہا اور جس نے

خدا کو بُرا کہا خدا اس کو اوندھے منہ آگ میں ڈال دے گا۔

فقہی مسلک

مسلمہ طور پر جناب عبداللہ ابن عباسؓ فقہ کے اختلافی مسائل میں ہمیشہ مسلک اہل بیتؑ کے ترجمانی اور استدلالی طور پر اسی کے حق میں جہاد کرتے رہے چنانچہ مسئلہ متعہ میں جناب خلیفہ دوم کے وقت سے لے کر عبداللہ ابن زبیر کے عہد تک ہر ایک برسر اقتدار فرد سے ان کا تصادم ہوتا رہا اور عبداللہ ابن زبیر سے تو انہوں نے بھرے ہوئے مجمع میں بڑی سخت بات کہہ دی کہ اپنی والدہ (اسماء بنت حضرت ابوبکرؓ) سے جا کر دریافت کرو کہ خود تمہاری ولادت کس قسم کے نکاح سے ہوئی ہے؟

اسی طرح متعۃ الحج اور میراث کے اختلافی مسائل عول اور تعصیب وغیرہ میں برابر وہ مسلک جمہور کے خلاف اعلان کرتے رہے جو خود کتب میں درج ہے۔ اس سب کی تفصیل ایک مستقل اور بسیط تصنیف کی طلبگار ہے۔

بیعت یزید سے انحراف

امیر شام کے مسلک سے اختلاف وقتاً فوقتاً مظاہرہ کے ساتھ ساتھ جو ابھی صرف اقوال کی صورت سے تھا ان کو عملی منزل میں بھی آنے کا پھر اس وقت موقع ملا جب یزید کی بحیثیت ولی عہد بیعت لی جا رہی تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ساتھ جن لوگوں نے شروع ہی میں بیعت سے انکار کیا

تھا، ان میں جناب عبداللہ ابن عباس بھی تھے۔ چنانچہ معاویہؓ نے اپنے وقت آخرہ جو اظہار حسرت کے الفاظ بطور پیغام یزید سے کہلوائے ہیں۔ ان میں پانچ آدمیوں کا نام لیا تھا کہ ان کی بیعت نہ کرنے کا مجھے افسوس ہے۔ ان میں جناب عبداللہ ابن عباسؓ کا نام بھی تھا۔ اس کے بعد حضرت امام حسینؑ کی شہادت ہوگئی تو سطوت یزید سے مرعوب ہو کر عبداللہ ابن عمرؓ اگرچہ یزید کے اقتدار کے سامنے تو سپر انداختہ ہو گئے کہ وہ وفاداری حکومت کے بہت بڑے مبلغ بن گئے۔ اس وقت بھی جناب عبداللہ ابن عباس اپنے مسلک پر قائم رہے اور کبھی یزید کی بیعت نہیں کی۔

علوم سرکارِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام کی سب سے بڑی نشرگاہ

امامیہ مشن پاکستان کی تبلیغی سرگرمیاں

ایک نظر میں

۱۔ سات سال کے قلیل عرصہ میں ۷۴ کتابچے سات مختلف زبانوں انگریزی، اردو، گجراتی بنگالی، پشتو، سندھی اور عربی میں لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکے ہیں۔

۲۔ امامیہ مشن پاکستان کے ذیلی شعبہ مکتبہ امامیہ کی طرف سے سولہ ضخیم کتب صحیفہ کاملہ دس روپے متعہ اور اسلام (تین روپے) کربلا کی شیر دل خاتون تین روپے خلافت و امامت (دس روپے) قبہ و قبور (ایک روپیہ) اسوہ حسینی (سوا دو روپے) زندگی کا حکیمانہ تصور (سوا دو روپے) حضرت امام حسینؑ شہید بجواب خلافت معاویہؓ و یزید تین روپے نفکوا نیس (تین روپے)

تاریخ اسلام حصہ اوّل (دو روپے) المجالس الشیعہ (دو روپے) منہاج الصالحین (تین روپے) شائع ہو چکی ہیں۔ راہنمایان اسلام، شہید اعظم، فتح مبین، تاریخ حضرت امام حسن علیہ السلام۔ حضرت ابوذر اور دیگر متعدد کتب زیر اشاعت ہیں۔

۳۔ امامیہ مشن پاکستان کے تقریباً پچاس مبلغین کئی سال سے بلا معاوضہ تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ صرف آمد و رفت کا کرایہ لیا جاتا ہے۔ غریب مومنین اس سے بھی مستثنیٰ ہیں۔

۴۔ چھ سال سے مشن ماہوار ارگن "پیام عمل" علوم سرکار محمدؐ و آل محمدؐ کی نشر و اشاعت میں مصروف ہے جسے ہر ماہ لاکھوں انسان بڑے ذوق شوق سے پڑھتے ہیں۔

۵۔ ملک بھر میں ایک سو پچیس اور بیرون ملک واشنگٹن، ہیمبرگ، جرمنی، لندن، عدن، ایران عراق اور افریقہ میں پچیس ذیلی دفاتر دینی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔

۶۔ شعبہ شادی سے ضرورت مند شرفا انتہائی رازداری کے ساتھ استفادہ کر رہے ہیں۔ اب تک ساٹھ سے زائد شادیاں کامیابی کے ساتھ انجام پائی ہیں۔

۷۔ بیرونی وکرو ادا کے ہفتہ وار اجتماع سات سال سے ہر اتوار کی صبح کو امام باڑہ خواجگان نارووالی لاہور میں منعقد ہو رہے ہیں (۸) حسینی فنڈ کی وساطت سے ہر سال محرم پر ہزاروں کتابچے مفت تقسیم ہوتے ہیں اس فنڈ میں عطیہ بھیجنے والے حضرات کو مرسلہ رقم سے دو چند قیمت کا لٹریچر جس زبان میں بھی وہ پسند کریں محرم سے پہلے بھیجا جاتا ہے (۹) مشن کا ماہوار ارگن سینکڑوں لائبریریوں کو بلا قیمت بھیجا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف مقامات پر امامیہ مشن لائبریریاں قائم کی جاتی ہیں اور ایسی تمام لائبریریوں کو مطبوعات مشن بلا قیمت بھیجی جاتی ہیں۔ (۱۰) بفضل ایزدی اور تائید چہاردہ معصومین علیہم السلام سے اس کے ممبران کی تعداد اس وقت پانچ ہزار ہے جس میں بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ جاری ہے (۱۱) ہر باشعور شیعہ کو اس تبلیغی تنظیم میں شامل ہو کر نصرت

آلِ محمدؐ کا فرض انجام دینا چاہیئے (۱۲) دنیائے شیعیت کے مجتہد اعظم سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے سید محسن حکیم طباطبائی مدظلہ العالی نے مشن کی دینی خدمات سے متاثر ہو کر ایک لاکھ روپے تک سہم امام (خمس) وصول کرنے کا اجازہ مرحمت فرمایا ہے۔

تفصیل چندہ رکنیت

سرپرست { پانچ سو روپیہ صرف یکمشت یا پچیس روپے کی آسان قسط میں } مطبوعات مکتبہ امامیہ (تاریخ رکنیت کے بعد شائع ہونے والی مطبوعات امامیہ مشن پہلے سے شائع شدہ اور آئندہ شائع ہونے والی معہ ماہنامہ پیام عمل بلا طلب و بلا قیمت زندگی بھر بھیجی جائیں گی۔

مربیّ { ایک سو روپیہ صرف یکمشت یا دس روپے ماہوار کی آسان قسط میں } مطبوعات امامیہ مشن پاکستان (پہلے سے شائع شدہ اور آئندہ شائع ہونے والی) معہ ماہنامہ پیام عمل بلا طلب و بلا قیمت زندگی بھر بھیجی جائیں گی۔

خصوصی { صرف پانچ روپے سالانہ } سال بھر میں شائع ہونے والا انمول لٹریچر معہ ماہنامہ پیام عمل بھیجا جائے گا۔ اس لٹریچر کی مجموعی قیمت ساڑھے سات روپے سے زائد ہو گی۔

امامیہ مشن پاکستان کا ہر ممبر مطبوعات مشن اور مکتبہ امامیہ بیس فیصد رعایت سے حاصل کر سکتا ہے

رابطہ قائم کرنے کا پتہ :۔

آنریری جنرل سیکریٹری امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ اردو بازار لاہور۲

(مطبوعہ :۔ الہلال پریس لاہور)